شاہِ اربل کا تحفہ عید میلاد النبی ﷺ

تحریر: عبدالرحمٰن عزیز

ماہ ربیع الاول میں اکثر لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں محافل وجلوس کا انعقاد کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ورودِ مسعود پر اظہار مسرت کرنے اور اس دن اذکار واستغفار، صدقہ وخیرات، خوب چراغاں کرنے اور بہترین کھانا پکانے کو باعثِ برکت اور اجر وثواب تصور کرتے ہیں......

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مخلوقات سے افضل واعلیٰ سید ولد آدم اور خاتم النبیین اور ـ ''بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' ہیں، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ان محافل وجلوس کا انعقاد واہتمام اظہار تشکر کی بنا پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے؟ یا تابعینؒ، تبع تابعینؒ سے ان محافل کے انتظام وانصرام اور ان محافل میں شمولیت کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟ کیونکہ یہی لوگ محبتِ رسول ﷺ میں تمام لوگوں سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے اور مشتاق تھے۔ اگر ان لوگوں سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر کیا حق حاصل ہے کہ ہم ان کے کردار وفرامین سے روگردانی کر کے ایسی محافل منعقد کریں جس کے انعقاد وشمولیت سے ان حضرات نے سختی سے منع کیا ہو۔ پھر ولادتِ باسعادت کے دن اظہارِ مسرت کا نام محبتِ رسول ﷺ نہیں بلکہ محبتِ رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ میں ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے فرامین ذیل سے ظاہر ہے:

(۱) (من احب سنتی فقد احبنی) ''جس نے میری سنت سے محبت کی گویا اس نے مجھ سے محبت کی''۔ (جامع ترمذی) (۲) (علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهديين) ''تمہارے لئے میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کے طریقے پر چلنا ضروری ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد)

(۳) (ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله) ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے...... کتاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت''۔ (المؤطا) وغیرہ۔ جب خیر القرون (دور نبوی ﷺ، دور خلفاء راشدین وصحابہؓ وتابعینؒ وادوارِ ائمہ اربعہ ومحدثین) میں ان محافل کے انعقاد کا وجود ہی ناپید ہے تو یہ محفل کیوں کر شروع ہوئی؟ اور ان کا موجد کون ہے؟ اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے درج ذیل سطور کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ آپ پر حقیقت واضح ہو جائے

گی۔ان شاء اللہ۔دعا ہے کہ اللہ کریم جملہ مسلمانوں کو حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

تاریخی شہادت: کتبِ تاریخ وسیر کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ محفل میلاد، نبی ﷺ کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی۔صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین کے دور میں بالکل ہی ناپید ہے۔چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب ابن خلکان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ ۵۸۶ھ میں سلطان صلاح الدین نے ابوسعید کوکبوری ملقب بہ ملک المعظم مظفر الدین المتوفی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا۔یہ گورنر نہایت مسرف، بے دین اور عیاش تھا۔محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروج ہے۔تاریخ ابن خلکان میں اس محفل کا تذکرہ بڑی شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے ''شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا، فسق وفجور کا بازار گرم تھا اور مجلس میلاد کو ہر سال نہایت شان وشوکت سے مناتا تھا۔جب شہر اربل کے قرب وجوار میں یہ خبر پھیلی کہ شاہِ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے جو کہ وہ بڑی عقیدت مندی سے سرانجام دیتا ہے تو بغداد، موصل، جزیرہ، نہاوند اور دیگر بلادِ عجم سے گویے، شعراء، واعظ، بادشاہ کو خوش کرنے کیلئے آلات لہو ولعب کے ہمراہ ماہ محرم الحرام سے ہی شہر اربل میں آجاتے۔قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھر تعمیر کیا گیا تھا، جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے۔شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا، گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہو کر ان گویوں بھانڈوں کے ساتھ رقص کرتا۔(مراۃ الزمان از ابن الجوزی)

ماہ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہوجاتیں اور ماہ ربیع الاول کو مولود منایا جاتا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے، بکریاں، ناچ گھر کے مذبح میں اس قدر ذبح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ!!! جب اس محفل کا چرچا ہر طرف پھیل گیا تو ''الناس علی دین ملوکھم'' کے تحت بہت سے جاہل لوگ اس کے خوشامدی بن گئے اور ابن دحیہ جیسے ایک طالب دنیا نے اس کی تائید میں ایک رسالہ ''التنویر فی مولود السراج المنیر'' لکھ کر شاہِ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام حاصل کیا۔(تاریخ ابن خلکان ۱/۴۳۶) سچ ہے، (ھل افسد الدین الا الملوک، واحبار سوء ورھبانھا) ''بادشاہ، علمائے سوء اور صوفیاء ہی وہ تین طبقے ہیں جنہوں نے دین کو بگاڑا ہے''۔(فرمان حضرت عبداللہ بن مبارک) شاہِ اربل کا یہ گراں قدر تحفہ تھا جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام عنایت فرما دیا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں لاکھوں درہم ودینار خرچ کرنے کو سعادت عظمیٰ سمجھا۔

ابن دحیہ کے متعلق ائمہ دین کے ارشادات: آیئے شاہِ اربل کے اس گرانقدر تحفے کو شرعی

مقام دینے والے ابن دحیہ کے متعلق ائمہ دین اور محدثین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ابن دحیہ نہایت متکبر، گستاخ، ائمہ دین اور محدثین پر سب وشتم کرنے والا اوران کی عیب جوئی میں بڑا بے باک تھا۔(لسان المیز ان ۲۹۲/۴)

۲۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ''ابن دحیہ بڑا وضاع الحدیث تھا، مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا'' (تدریب شرح تقریب ۲۸۶/۱)

۳۔ قاضی واصلؒ فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکی اور اٹکل پچو سے کام لیتا تھا (لسان المیز ان ۲۹۲/۴)

۴۔ امام ابن نقطہؒ فرماتے ہیں کہ ''وہ ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی''۔(لسان ۲۹۳/۴)

۵۔ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ''ابن دحیہ حدیثِ نبوی ﷺ بیان کرنے میں کذب بیانی سے کام لیتا اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا'' (لسان المیز ان ۲۹۷/۴)

۶۔ علامہ ابن حجرؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ: امام علی بن حسین اصبہانیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن دحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا، اس نے اپنے آپ کو بڑا محدث، فقیہ، ادیب، مفسر اور متقی پرہیز گار ظاہر کیا اور میرے والد نے ان کی خوب تواضع کی۔ اتنے میں اس نے ایک مصلیٰ نکالا اور اس جائے نماز کو چوم کر حلفاً کہا کہ اللہ کی قسم! اس مصلیٰ پر میں بیت اللہ شریف میں ایک ہزار سے زائد نفل نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلیٰ پر بیٹھ کر میں نے قرآن مجید ختم کیا ہے، والد صاحب نے وہ مصلیٰ ابن دحیہ سے خرید لیا'' اسی دن اصبہان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا، اتفاقاً ابن دحیہ کا ذکر بھی آ گیا تو نو وارد نے کہا کہ ''کل ابن دحیہ نے بڑا قیمتی مصلیٰ خریدا ہے'' والد صاحب نے وہی مصلیٰ پیش کر دیا جس کے متعلق ابن دحیہ نے حلفاً کہا تھا کہ ''میں نے اس مصلیٰ پر ایک ہزار رکعت اور بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے''۔ اس شخص نے دیکھتے ہی کہا کہ ''اللہ کی قسم! یہ وہی جائے نماز ہے جس کو ابن دحیہ نے خریدا تھا'' والد صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی یہ چالا کی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور ابن دحیہ کو اپنی نظروں سے گرا دیا''۔ (لسان المیز ان: ۲۹۶/۴)

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ عید میلاد کے جواز کا فتویٰ دینے والا پیٹ پرست، خوشامدی، کذاب، وضاع الحدیث تھا، کیا ایسے دروغ گو اور ہرزہ سرا شخص کا فتویٰ قابل حجت اور قابل سند بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہر گز بمنزل نخواہد رسید

۱۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں کہ:

''محفل میلاد بدعت ہے، جس کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے نہیں ملتا''۔

۲۔ ''علامہ عبدالرحمٰن حنفی اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے، نہ اس کا نبی ﷺ نے حکم فرمایا اور نہ خود کیا، اور نہ ہی صحابہ کرامؓ اور ائمہ دین نے اس طرف توجہ دی اور نہ ہی کسی کو کرنے کی اجازت دی''۔ (فتاویٰ عبدالرحمٰن مغربی)

۳۔ ابوالقاسمؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو مجلس میلاد ربیع الاول کے مہینہ میں رچائی جاتی ہے، یہ بدعت ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ایسی محفلوں پر نکیر (مخالفت) کی جائے''۔ (تکملة التفسیر لابن القاسم عبدالرحمٰن مالکیؒ)

۴۔ علامہ شرف الدین احمد حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ: ''بعض امراء ہر سال آپ ﷺ کے ذکر ولادت سے متعلق جو محافل قائم کرتے ہیں وہ بہت سے ناشائستہ تکلفات کے علاوہ فی نفسہ بدعت ہے۔ اس محفل کے موجد، خواہشات نفسانیہ کے پیروکار تھے، انہیں کوئی علم نہیں کہ صاحب شریعت نے کس چیز کا حکم دیا اور کس چیز سے روکا ہے''۔ (القول المعتمد)

۵۔ علامہ ابن الحاج مالکیؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب مدخل میں اس کو بدعت لکھا ہے اور اس کے جملہ امور کو خلاف شرع گردانا ہے۔ (مدخل)

۶۔ علامہ علاؤ الدین شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ''محفل میلاد بدعت ہے''۔ (شرح البعث والنشور)

۷۔ علامہ تاج الدینؒ فرماتے ہیں کہ ''مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں اس کے متعلق کوئی دلیل نہیں ملی۔ صحابہ کرامؓ اور ائمہ اسلام سے بھی اس کے متعلق جواز کا فتویٰ منقول نہیں، بلکہ یہ ایک بدعت ہے جس کو شکم پرور نفس پرست لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ (فتاویٰ سیوطی: ۳۹۴ تا ۳۹۶)

۸۔ علامہ محمد بن ابی بکر مخزومی کتاب البدع والحوادث میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی اور گمراہی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ امتوں کی تباہی بدعتوں کی وجہ سے ہی ہوئی''۔

۹۔ امام نصیر الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے محفل میلاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: اس کا کرنا سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ یہ ایک مجلس عہدِ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی۔ جو کام انہوں نے نہیں کیا، ہمیں اس کام کو کر کے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے۔ (کتاب شرع الالٰہیہ)

حاملین مذاہب اربعہ اور دیگر اسلاف کے ارشادات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو کام عہد صحابہؓ

تابعینؒ اور ائمہ دین میں ناپید ومفقود ہو، اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی بھی عمل بارگاہ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے شخص کو حوضِ کوثر سے بھی محرومی ہوگئی اور سید الانبیاءؑ کی زبانِ مبارک سے (سحقا سحقا لمن غیر بعدی ......) کی صدا آئے گی کہ ''دین میں نئے امور کو فروغ دینے والوں کیلئے جہنم ہے، ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ میں بھرپور حصہ لینے اور مال ودولت کو ضائع کرنے کا نام حبِ رسول ﷺ نہیں بلکہ اس میں امام کائنات ﷺ کے ساتھ مذاق ہے، اگر اس دن کو منانا جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ جیسی جانثار جماعت اس سعادت سے محروم نہ رہتی، تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے محروم نہ رہتے، جن کی زندگیاں نبی ﷺ کے ایمان پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادی برحق کی مہر نہ تھی۔

لو كان حبك صادقا لا طعته ان المحب لمن يحب مطيع

''اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اپنے محبوب کی تُو اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا تو اپنے محبوب کا مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے''۔

حدیث نبوی ﷺ میں تین اشخاص کا واقعہ: تین شخص پیغمبر اعظم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق دریافت کیا، جب ان کو نبی ﷺ کی عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اپنے خیال میں اپنی عبادت کو حقیر تصور کیا اور تینوں نے علی الترتیب یہ بیان دیا کہ:

(۱) میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہیں کروں گا۔ (۲) میں تمام رات عبادت کروں گا اور سویا نہیں کروں گا۔

(۳) میں شادی نہیں کروں گا کیونکہ اہل وعیال عبادت میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

جب حضرت محمد ﷺ گھر تشریف لائے تو یہ گفتگو سنائی گئی تو آپ ﷺ نے ان کو تنبیہ کی اور فرمایا: ''میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، شادیاں بھی کی ہیں، لیکن یاد رکھو (فمن رغب عن سنتي فليس مني) ''جس شخص نے میرے طریقے سے روگردانی کی، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔ (بخاری ومسلم)

واقعہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ: اسی طرح مشکوۃ کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ ''ان کو فوج کے ہمراہ ایک مہم پر جانے کا حکم ہوا، انہوں نے سوچا کہ دشمن سے جنگ پیش آنے والی ہے اور

ممکن ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں دوبارہ نماز پڑھنے کا موقع نصیب نہ ہو چنانچہ آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرنے کی نیت سے حضرت عبداللہؓ نے فوج کو علی الصبح روانہ کر دیا اور خود کچھ دیر کیلئے ٹھہر گئے۔ جمعہ سے فارغ ہو کر نبی ﷺ نے حضرت عبداللہؓ کو دیکھ کر فرمایا: عبداللہ! تو نے فلاں فوج کے ساتھ جانا تھا، یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد؟ تو حضرت عبداللہؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے شوق سے رہ گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہؓ! اپنے خیال اور مرضی سے کی ہوئی نیکی بارگاہ ایزدی میں مقبول نہیں بلکہ عمل کی مقبولیت اور قربِ الٰہی میری اتباع پر منحصر ہے''۔ (لو انفقت مافی الارض جمیعا ما ادرکت فضل غدوتھم) (ترمذی، مشکوۃ، باب آداب السفر) ''اگر روئے زمین کی تمام دولت تیرے قبضہ میں آجائے اور تو اس کو راہ الٰہ میں صرف کر دے پھر بھی تو ان لوگوں کے اجر وثواب اور مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو میرا فرمان سن کر صبح کو روانہ ہو چکے ہیں''۔ غور فرمائیں، نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہفتہ عشرہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں ایک جمعہ ادا کرنے سے ایک ہزار جمعوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور پھر نبی ﷺ کی اقتدا میں تو ''نور علی نور'' ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! روئے زمین کی تمام دولت راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بھی وہ اجر وثواب اور مرتبہ نہیں مل سکتا جو ان لوگوں کو ملا جو میرا اشارہ پا کر روانہ ہو چکے ہیں۔

بدعت کی تعریف: بدعت کی تعریف امام نوویؒ نے شرح مسلم صفحہ ۲۸۵ پر اسی طرح فرمائی ہے کہ (البدعة كل شئی عمل علی غیر مثال سابق) ''دین میں ہر وہ نیا کام جس کی مثال پہلے نہ ملتی ہو''۔

اور مختار الصحاح صفحہ ۳۱۲ پر ہے کہ (البدعة الحدث فی الدین بعد الاکمال) ''بدعت سے مراد، دین کے نبی اکرم ﷺ پر مکمل ہو جانے کے بعد دین میں کسی بات کو (دین بنا کر) اضافہ کرنا''۔ اور الاعتصام از امام شاطبیؒ کے صفحہ ۳۷ پر تفصیلاً مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی گئی ہو اور کتاب وسنت میں اس کی اصل نہ ہو''۔ محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ ایک بدعت ہے، جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مسرف، بے دین اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا، اس بدعت نے یہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں اور علماء سوء نے اس کو تیسری عید تصور کر لیا ہے۔ اللہ کریم کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعات وخرافات سے جملہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

آخر میں آج سے پینسٹھ سال پہلے کا فتوی بھی ملاحظہ فرمائیں جو اخبار اہل حدیث امرتسر شمارہ ۲۹، جلد ۳۵

مؤرخہ ۱۶ ربیع الاول، ۱۳۵۷ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۸ھ میں شائع ہوا:

الاستفتاء......کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ ماہ محرم الحرام میں دسویں تاریخ کا اور ماہ ربیع الاول میں بارہویں تاریخ کی عظمت کا ثبوت کتاب وسنت صحابہؓ، تابعینؒ، ائمہ اور محدثین سے ہے یا نہیں؟

۲۔ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ اور محرم الحرام کی دسویں کو تمام دن کاروبار بند کرنا اور اس کی عظمت سمجھنا اور اس دن محفل میلاد منعقد کرنا کیا وقعت رکھتا ہے؟

۳۔ اس دن کی عظمت اور محفل میلاد کرنے کا ثبوت قرآن وحدیث، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور محدثینؒ سے ہے یا نہیں؟

۴۔ ماہ ربیع الاول میں شریعت مطہرہ سے محفل میلاد کا ثبوت ہے یا نہیں...... (بینوا توجروا)؟

الجواب بعون الوھاب: ''دنیا کا کاروبار بند کرنا مسلمانوں کیلئے اظہار غم کی غرض سے عاشورہ کے روز بھی شرعاً قرآن وحدیث، اجماع اور قیاس میں کسی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں۔ اس بندش پر بارہویں ربیع الاول کی بندش کو قیاس کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ خلفائے راشدین، ائمہ اربعہ اور سلف صالحین کے زمانہ میں اس بارہویں تاریخ میں دنیا کے کاروبار بند رکھنا کہیں ثابت نہیں اور اسی طرح محفل میلاد کا منعقد کرنا بھی اس مروجہ طور پر ثابت نہیں۔ شرعاً کسی میت پر تین روز سے زائد صدمہ کا اظہار کرنا جائز نہیں ماسوا بیوہ عورت کے کہ اس کیلئے چار ماہ دس دن مقرر ہیں، کہ ان ایام میں زینت وآرائش نہ کرے، لیکن دنیا کے ضروری کام کے ترک کردینے کا حکم شرعی اس کیلئے بھی نہیں تو آنحضرت ﷺ کے وصال کی بارہویں تاریخ کے روز اگر اس زمانے میں دنیاوی کاروبار اور بازار بند کرنا جائز ہوتا یا کردیا جائے تو چند سال کے بعد عوام اس حکم کو شرعی اور ضروری ٹھہرانے کی وجہ سے گنہگار اور گمراہ ہوں گے، اور ایسا کام جو ذریعہ معصیت ہو وہ بھی ناجائز اور گناہ ہوتا ہے''۔

اجابہ وکتبہ: ☆ حبیب المرسلین عفی عنہ، نائب مفتی مدرسہ امینیہ، دہلی (حنفی) ☆ میاں محمد دہلی (حنفی) ☆ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (حنفی)

☆ الجواب صحیح: محمد ابراہیم عفی عنہ، دہلی (حنفی) ☆ محمد جونا گڑھی، دہلی (اہل حدیث) ☆ عبدالسلام مدرسہ میاں صاحب (اہل حدیث) ☆ محمد شفیع عفی عنہ (اہل حدیث)